Scholar Insight Journal https://scholarinsightjournal.com
2023, Vol. 1, No. 1, 35-45

A Comparative and Analytical Review of Tafsir Jawahir Al-Qur'an by Ghulamullah Khan and Tafsir Tasir al-Qur'an by Abdul Rehman Keilani

Riasat Ali[1] Dr. Abdul Sami[2]
[1]*M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies & Shariah, MY University, Islamabad, Pakistan.*
[2]*Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Shariah, MY University, Islamabad, Pakistan.*

Abstract

This article undertakes a comprehensive comparative analysis of two significant Quranic exegeses, namely "Tafsir Jauhar al-Quran" authored by Ghulam Allah Khan and "Tafsir Taiseer al-Quran" by Abdul Rahman Kilani. The study aims to explore and evaluate the distinctive features, methodologies, and interpretations presented by these renowned scholars in their respective works.The analysis delves into the linguistic, historical, and contextual aspects of the Quranic verses as interpreted by Ghulam Allah Khan and Abdul Rahman Kilani. It examines their approach to understanding the intricacies of the Quranic text, shedding light on the methodologies employed and the theological perspectives embraced by each scholar. Additionally, the article scrutinizes the socio-cultural influences that may have shaped their interpretations. Furthermore, this comparative study seeks to highlight any theological divergences or convergences between Tafsir Jauhar al-Quran and Tafsir Taiseer al-Quran, providing readers with insights into the nuanced perspectives on key themes within the Quranic discourse. It also considers the impact of their interpretations on the broader Islamic scholarly tradition and the relevance of their works in contemporary contexts.

In conclusion, the article aims to contribute to the scholarly discourse on Quranic exegesis by offering a nuanced understanding of the interpretative approaches adopted by Ghulam Allah Khan and Abdul Rahman Kilani. The analysis serves as a valuable resource for researchers, academics, and readers interested in exploring the diverse perspectives within the field of Quranic commentary.

Keywords: Explore, Tafsir Jauhar al-Quran, Taiseer al-Quran socio-cultural influences, diverse perspectives

مولاناعبدالرحمن کیلانی:

مولانا عبد الرحمن کیلانی کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، انکی علمی و تحقیقی کتب ہی ان کا مکمل تعارف ہیں۔ موصوف جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے ہیں اس کا حق ادا کر دیتے ہیں، مولانا کیلانی اسلامی اور دینی ادب کے پختہ کار قلم کار تھے ۔کتب کے علاوہ ان کے بیسیوں علمی و تحقیقی مقالات ملک کے معروف علمی رسائل وجرائد (ماہنامہ محدث، ترجمان الحدیث، سہ ماہی منہاج لاہور وغیرہ) میں شائع ہوئے ان کی بیشتر تالیفات اہل علم وبصیرت سے خراج تحسین پا چکی ہیں۔مولانا کیلانی نے فوج کی سرکاری ملازمت سے استعفی کے بعد کتابت کو بطورِ پیشہ اختیار کیا۔ آپ عربی، اردو کے بڑے عمدہ کاتب تھے۔۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۵ء تک اردو کتابت کی اور اس وقت کے سب سے بہتر ادارے ، فیروز سنز سے منسلک رہے ۔۱۹۶۵ء میں قرآن مجید کی کتابت شروع کی اور تاج کمپنی کے لئے کام کرتے رہے۔ تقریباپچاس قرآن کریم کی انہوں نے کتابت کی ۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ۱۹۷۲ء میں حج کرنے گئے تو مکی سورتوں کی کتابت باب بلال (مسجد حرام) میں بیٹھ کر اور مدنی سورتوں کی کتابت مسجد نبوی میں اصحاب صفہ کے چبوترہ پر بیٹھ کر کی ۔ یہ وہی قرآن کریم ہے جو پاک وہند کے مسلمانوں کے لیے ان کے مانوس رسم الخط میں سعودی حکومت نے حمائل سائز میں چھاپا اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں چھپتا اور رفری تقسیم ہوتا ہے یعنی پاکستان اور سعودی عرب میں مروجہ رسم قرآنی میں سب سے زیادہ چھپنے والے قرآن کی کتابت کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہے ۔ تفسیر ’ تیسیر القرآن‘ میں قرآن مجید کی اسی بابرکت کتابت کو ہی بطور متنِ قرآن شائع کیاگیاہے کتابت کے سلسلہ میں موصوف نے خاندان کے بہت سے لوگوں کو کتابت سکھا کر باعزت روزگار پر لگایا۔۱۹۸۰ء کے بعد جب انہیں فکر معاش سے قدرے آزادی نصیب ہوئی تو تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہوئے ۔اس میدان میں بھی ماشاء اللہ علماء ومصنفین حضرات کی صف میں نمایاں خدمات انجام دیتے ہوئے تقریبا 15 کتب تصنیف کرنے کے علاوہ ’سبل السلام شرح بلوغ المرام‘ اور امام شاطبی کی کتاب ’الموافقات ‘کاترجمہ بھی کیا۔دو دفعہ قومی سیرت کانفرنس میں مقالہ پیش کر کے صدارتی ایوارڈ حاصل کیا۔ آخری عمر میں تفسیر تیسیر القرآن لکھ رہے تھے اور انکی خواہش تھی کہ اسکوخود طبع کروائیں مگر عمر نے وفانہ کی ۱۸دسمبر ۱۹۹۵ء کو باجماعت نمازِ عشاء ادا کرتے ہوئے حالتِ سجدہ میں اپنے خالق حقیقی جاملے ۔ان کا ایک اور علمی ودینی کارنامہ ”مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات“ لاہور ہے اس ادارے سے سیکڑوں کی تعداد میں لڑکیاں دینی علوم سے آراستہ ہوچکی ہیں۔مولانا کیلانی کا ادارہ محدث ،لاہور کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا موصوف مدیر اعلیٰ محدث ڈاکٹر حافظ عبدالرحمن مدنی کے سسر جبکہ ڈاکٹر حافظ حسن مدنی وڈاکٹر حافظ انس نضر کے نانا تھے۔مولانا کیلانی کا تفصیلی تعارف اور ان کی حیات وخدمات کے لیے ماہنامہ محدث جنوری،جولائی1996ء اور ماہنامہ مطلع الفجر دسمبر 1997 کا ملاحظہ فرمائیں۔زیر نظر مضمون ” تیسیر القرآن از مولانا عبدالرحمن کیلانی تفسیر بالماثور کاایک عمدہ نمونہ “ محترم عاصم نعیم (لیکچرر ،شعبہ علوم اسلامیہ ،جامعہ پنجاب) کی کاوش ہے جس میں انہوں نے مولانا کیلانی کا مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد تفسیر تیسیر القرآن کاتعارف اور اس تفسیر کے امتیازات ومنہج کو بیان کیاہے۔ یہ تفسیر ۴ جلدوں میں ہے اس تفسیر نے چند ہی سالوں میں دوسری متداول تفاسیر میں اپنی امتیازی حیثیت کو تسلیم

کروالیا ہے۔ یہ تفسیر علمائے سلف کے تفسیری انداز پر تصنیف کی گئی اور گزشتہ تفاسیر ماثور ورائے کی جامع تفسیر ہے اس میں مصنف نے تفسیر قرآن بالقرآن، صحاح ستہ کی احادیث، اقوال صحابہ وتابعین کو بنیاد بنایا ہے۔ اختلافی اور فروعی مسائل میں نقلی عقلی دلائل سے دو ٹوک اور واضح موقف اختیار کیا ہے اور اس میں منکرین حدیث کے استدلالات کی خوب تردید او ر جدید مغرب زدہ طبقات کے اعتراضات پر بھی پوری توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ سود، لین دین، تجارت کی غیر شرعی اقسام، تعددِ ازواج، لونڈیوں اور غلاموں کے مسائل کو خاص طور پر مرکز بحث بنایا گیا ہے اور اسی طرح بعض آیات کریمہ کا جدید سائنسی تحقیقات کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کی اضافی خوبی یہ ہے کہ حاشیہ میں ذیلی سرخیوں کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی مرقد پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ (آمین)

مولانا غلام اللہ خان

غلام اللہ خانؒ ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۹۰۵ء کو صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک کے علاقہ "چھچھ" کے گاؤں "دریہ" میں پیدا ہوئے۔ مولانا کا تعلق "اعوان" قوم سے ہے۔ آپ کا نسب محمد بن علی ابن ابی طالب سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام ملک فیروز خان تھا اپنے گاؤں کے نمبر دار تھے۔ [i] ولادت کے وقت آپ کا نام "غلام خان" آپ کے دادی مرحومہ نے تجویز کیا جو ایک نیک خاتون تھیں پھر مولانا عبدالقادر رائےؒ پوری نے آپ کے نام کے دونوں لفظوں کے درمیان لفظ "اللہ" کا اضافہ کرکے "غلام اللہ خان" کر دیا۔ [ii] اور اسی نام سے لوگ آپ کو پکارنے لگے۔ آپ کا لقب "شیخ القرآن تھا۔ [iii]

بنیادی تعلیم اپنی بستی بہادر خان میں حاصل کی، آپ نے ضلع گجرات، تحصیل پھالیہ کے مدرسہ حسنیہ میں غلام رسول اور مولانا ولی اللہ صاحب سے فقہ، اصول فقہ، علم المعانی، علم الکلام، عقائد، منطق، فلسفہ، حدیث (مشکوۃ) تفسیر (جلالین، بیضاوی) اور ترجمہ قرآن کے علوم حاصل کیے۔ آپ نے مولانا رشید احمد گنگوہی کے نامی گرامی شاگرد رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ سے ضلع میانوالی میں قرآن وحدیث علوم حاصل کیئے۔ [iv]

قرآنی علوم حاصل کرنے کے بعد آپ نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے دارالعلوم تشریف لے گئے وہاں آپ نے سید حسین احمد مدنی اور شبیر احمد عثمانیؒ سے احادیث کی کتابیں پڑھی۔ شاہ انور شاہ کشمیریؒ سے "ڈھابیل" میں حاضر ہو کر ۱۹۳۳ء میں دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ ۲۶ مئی ۱۹۸۰ء کی رات دبئی میں حرکت قلب بند ہونے آپ کی وفات ہوگئی۔

۱۹۴۰ء میں مسجد پرانا قلعہ میں آپ نے دارالعلوم تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی اور یہاں دورہ تفسیر شروع کرنے کا خیال آیا، تو آپ نے اپنے شیخ سے ان ہی کے خصوصی طرز پر دورہ تفسیر کی اجازت چاہی تو انہوں نے بڑے پیار سے پنجابی زبان میں فرمایا کہ: "اللہ راضی تھیوی۔ شروع کر برکت ہوسی"(۷)۔

چنانچہ شیخ کی جانب سے اجازت ملنے کے بعد آپ نے ۱۹۴۵ء میں اپنے شیخ کی طرز پر شعبان اور رمضان میں تفسیر القرآن کا دورہ شروع کیا۔

۱۹۴۲ء میں صرف پچیس (۲۵) طلباء نے دورہ میں شرکت کی۔ پھر یہ تعداد ہر سال بڑھتی ہی چلی گئی۔ چنانچہ مسجد کی تنگی کے باعث اس

کوراجہ بازار میں ہندوؤں سے حاصل کردہ جگہ پر منتقل کر دیا گیا، ہر سال تقریباً پانچ سو(۵۰۰) طلباء اور علماء اپنی علمی استعداد کے مطابق تفسیر قرآن سیکھ کر فارغ ہوتے تھے۔

اسلامی تاریخ میں دنیا کے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کی لاتعداد تفاسیر لکھی گئی ہیں۔ مگر جواہر القرآن اپنی انفرادیت و افادیت کے اعتبار سے اردو تفاسیر کی سرتاج ہے۔

تیسیر القرآن:

تیسیر القرآن ایک اردو زبان میں لکھی گئی قرآنی تفسیر ہے جس کا مصنف مولانا شاہ عبدالرحمان کیلانی ہیں۔ انہوں نے قرآن کی تفسیر میں عام مخاطب کو قرآنی معلومات اور حقائق سے مختصر اور واضح طریقے سے مختصر کرنے کا مقصد رکھا ہے۔

جواہر القرآن:

یہ تفسیر حضرت مولانا حسین علیؒ کے افادات اور علوم و معارف قرآنیہ کا مجموعہ ہے۔ یہ تفسیر "11x9" سائز میں پندرہ سو صفحات اور تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ جواہر القرآن مولانا حسین علیؒ کی مشہور تفسیر "بلغۃ الحیران" کی تشریح و تسہیل اور نئی ترتیب و تدوین ہے۔ شیخ القرآن اپنے شیخ کے افادات و ملفوظات کے راوی ہیں(۸)۔ جس کو اردو میں دس سال کے عرصے میں محترم فاضل اور مستند عالم دین سید احمد حسین سجاد بخاریؒ نے مولانا غلام اللہ خان صاحب سے مستفید ہو کر ترتیب دیا(۹)۔

مولانا غلام اللہ خان صاحب نے کوشش کی ہے کہ شیخ کے الفاظ بعنیہ جمع ہوں۔ اور اس کے لئے گرائمر کے قواعد کی کوئی پرواہ نہیں کی ہے۔

تفسیر میں جگہ جگہ اپنے شیخ مولانا حسین علی کے علاوہ علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی اور بہت سے دیگر مفسرین سے استفادہ کیا ہے(۱۰)۔ مثلاً فظن ان لن نقدر علیہ پر شیخ انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق الزام المخاطب بمالا یلزم کو سراہا اور آیت لا تحرک بہ لسانک پر علامہ شبیر احمد عثمانی کی تحقیق ذکر فرمائی۔ جگہ جگہ پر شاہ ولیؒ اللہ کی تحقیقات بھی تحریر فرمائی ہیں۔ ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ اور اصل موضوع فتح القرآن بھی ساتھ شائع کیے۔

تیسیر القرآن کا منہج و اسلوب:

سادہ لفظوں میں تفسیر:

مولانا کیلانی نے اپنی تفسیر میں عام لوگوں کو سمجھنے کیلئے سادہ اور رواں اردو لفظوں کا استعمال کیا ہے۔ انہوں نے عام فہمی کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف مسائل کو بہترین طریقے سے سمجھایا ہے۔

تاریخی سیاق و سباق:

مولانا کیلانی نے تاریخی اور سماجی حقائق کو بیان کرتے ہوئے قرآن کی تفسیر کو مزید معنوی اور تشخیصی بنایا ہے۔

معاشرتی اور سماجی مسائل پر تبادلہ:

تیسیر القرآن میں مولانا کیلانی نے مختلف معاشرتی اور سماجی مسائل پر بات چیت کی ہے اور قرآن کے تعلیمات کو ان مسائلات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

معاشرتی نصیحت:

ان کی تفسیر میں علمی بات چیت کے علاوہ مختلف معاشرتی مسائلات پر بھی غور کیا گیا ہے اور لوگوں کو اچھے اخلاق اور معاشرتی قیمتوں کی پرہیز گاری کا تعلیم دی گئی ہے۔

مداخلت اور تنبیہ:

تیسیر القرآن میں مولانا کیلانی نے مختلف غیر اسلامی عقائد اور عملی مسائل پر تنبیہ کی ہے اور لوگوں کو صحیح راستہ پر چلنے کی راہنمائی فراہم کی ہے۔

تیسیر القرآن مولانا شاہ عبد الرحمان کیلانی کی عظیم خدمات میں سے ایک ہے جو عام لوگوں کو قرآن کی تعلیمات کو سمجھانے اور اس پر عمل کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

جواہر القرآن کا منہج واسلوب:

یہ بات عیاں ہے کہ جو بھی کسی عنوان پر قلم اٹھاتا ہے تو اسی عنوان کے متعلق اس کے ذہن میں ان باتوں کا خاکہ و نقشہ موجود ہوتا ہے جن کی وجہ سے وہ متعلقہ موضوع پر کچھ لکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ ان باتوں کو صحیح طریقے سے تحریر میں لانے اور تشریح کرنے کے لئے وہ ایک ایسا طریقہ کار اور منہج اختیار کرتا ہے جس کی وجہ سے متعلقہ بحث کی وضاحت آسان اور عام فہم انداز میں ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ القرآن نے اپنی تفسیر "جواہر القرآن" میں اپنا ایک اسلوب اور طریقہ کار اپنایا جس کی حتی المقدور تشریح پیش خدمت ہے۔[v]

- تفسیر کے شروع میں حضرت مولانا حسین علیؒ کا مختصر تعارف، مشاہیر علماء وشیوخ کی تقاریظ سے ساٹھ صفحات پر مشتمل مقدمہ ہے۔
- جس میں "مسئلہ الہ" کے علاوہ صاحب ملفوظات کی اختیار کردہ اصطلاحات و قوانین کا بیان ہے، اور مسئلہ توحید پر ہر لحاظ سے مدلل بحث کی گئی ہے۔
- یہ تفسیر بالقرآن کی نہایت عمدہ مثال ہے، آیات قرآن کی تشریح و وضاحت دوسری آیات سے خوبصورت انداز میں کی گئی ہے۔ لیکن بعض اوقات مسلکی معاملات میں شدت اختیار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔
- اس تفسیر میں مناسب مقامات پر احادیث نبوی ﷺ، آثار و اقوال صحابہؓ، اقوال تابعین وسلف صالحین سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔[vi]
- ہر سورت کے شروع میں مولانا حسین علیؒ کے ملفوظات کے تحت سورت کا خلاصہ، سورتوں کے درمیان ربط اور آیات کے درمیان ربط سورت کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے۔
- ہر سورت کے اخر میں اسی سورت میں موجود "آیات توحید" میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کے نظریات کے مطابق تفسیر پیش کرتے ہیں کیونکہ توحید کا بیان اس تفسیر کا امتیاز ہے۔
- (جواہر القرآن میں متقدین و متاخرین علمائے تفسیر کی عربی و فارسی و اردو تفاسیر کا اہم مواد بہت عمدہ طریقے کے ساتھ جمع کیا گیا ہے، تاکہ علوم قرآن کے طالب دوسری تفاسیر جن تک رسائی طالب علم کے لیے مشکل ہو سے بے نیاز ہوں۔

- ہر جلد کے آخر میں فہرست مضامین دی گئی ہیں تا کہ ہر جلد میں موجود تمام مسائل اور مضامین کا احاطہ کیا جا سکے اور مضامین قرآن کو تلاش کرنے میں مدد دے سکے۔

اصطلاحات کی وضاحت:

مفسر کا یہ انوکھا اور امتیازی کام ہے کہ اس نے اپنی تفسیر کی ابتداء میں ایک جامع اور پر مغز مقدمہ ذکر کیا ہے جس کے تین حصے ہیں۔حصہ اول[vii] میں اس نے تمام اہم اصطلاحات کی وضاحت کی ہے جو وہ آگے جا کر ان کو اپنی تفسیر میں جابجا اس کو استعمال کرتا ہے۔

مثلاً مقدمہ میں اس نے "دلیل" کی اصطلاح کی یوں وضاحت کی ہے کہ:[viii] "دلیل اس بیان کو کہتے ہیں جس سے دعوی ثابت کیا جائے"(۱۴)۔

اسی اصطلاح کو آگے جاکر اس نے مختلف مقامات پر استعمال فرمایا ہے جیسا کہ: سورۃ ال عمران کی آیت نمبر۶ " هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاء" " اللہ وہی ہے جو ماں کی رحم میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری صورتیں بنا دیتا ہے۔کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ عقلی دلیل ہے معبود اور مستعان صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو ہر چیز کو جانتا ہو اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہ ہو اور وہ قادر مطلق ہو اور ہر کام اس کے قدرت کے تحت داخل ہو اس آیت میں پہلی شق بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی چیز اس کے علم محیط سے باہر نہیں اس کے برعکس حضرت عیسیٰ اور حضرت مریمؑ میں یہ صفت موجود نہیں اس لئے وہ معبود و مستعان نہیں بن سکتے"۔

اسی طرح ایک اور اصطلاح "تخویف" کو اس نے یوں بیان کیا ہے:

"دعوی منوانے کے لئے جابجا اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے اسے تخویف یا ڈراوا کہتے ہیں"(۱۶)۔

"قرآن مجید میں کل چھ مضامین بیان کئے گئے ہیں توحید، رسالت، قیامت، تخویف اور بشارت"۔

ان فوائد کو اگر قاری صحیح طور پر ذہن نشین کرے تو تمام تفسیری مباحث کی یادداشت میں کافی معاون ثابت ہوں گے۔

لفظ الہ کی وضاحت:

مقدمے کے تیسرے حصے میں مصنفؒ نے لفظ الہ کی ایک انتہائی مدلل اور مفصل انداز میں تشریح کی ہے،اس کے ضمن میں پھر دیگر الہ باطلہ کا ابطال قرآنی آیات سے ثابت کیا ہے، پھر اس کے بعد شرک کے اقسام اور تحریمات غیر اللہ پر تفصیلاً گفتگو کی ہے جو شاید کسی دوسرے تفسیر میں اس انداز میں موجود ہوں۔[ix]

خلاصہ:

مصنفؒ کا یہ عادت حسنہ ہے کہ ہر سورت کے اول میں متعلقہ سورت کا مختصر اور جامع الفاظ میں خلاصہ بیان کرتا ہے جس کے مطالعہ سے فوراً قاری کی سورت کا روح اور جہت معلوم ہو جاتی ہے کہ اس سورت کے کتنے حصے ہیں ان میں کون کون سے مباحث کا ذکر ہے۔

حضرت شیخؒ نے سورۃ بقرہ کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"سورۃ بقرہ کا خلاصہ ہے کہ اس کے دو حصے ہیں حصہ اول ابتدا سورت سے وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ تک ہے اور دوسرا حصہ وہاں سے سورت کے آخر تک ہے، حصہ اول میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں توحید اور رسالت ابتدا کے سورت سے وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ تک توحید اور وَاِذِ ابْتَلٰى

اِبْرَاھِیمَ سے حصہ اول کے آخر تک رسالت کا بیان ہے۔ گویا کہ پہلا حصہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تشریح ہے۔ دوسرے حصے میں مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح کے طریقے اور اندرونی نظام کو درست کرنے کے لئے امور انتظامیہ بیان فرما کہ مشرکین کے مقابلہ میں انہیں جہاد اور اتفاق کا حکم دیا گیا ہے گویا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی خاطر مشرکین سے جہاد کا حکم فرمایا گیا ہے"۔

۲۸۶ آیات پر مشتمل مکمل سورت کا اتنے مختصر اور جامع انداز میں تشریح جس سے سورت کا مزاج اور انداز معلوم ہوتا ہو ماہر فن ہی کر سکتا ہے۔

کتب مستفاد کے حوالے

مصنفؒ نے جن دیگر کتب (چاہے ان کا تعلق تفسیر سے ہو یا حدیث و فقہ) سے استفادہ کیا ان کے حوالے بھی تحریر کیے ہیں تاکہ مصنفؒ پر کسی کو انگلی اٹھانے کا جواز حاصل نہ ہو بلکہ یہ واضح ہو جائے کہ مصنف جو کچھ لکھتا ہے صرف اسی کی رائے نہیں بلکہ دیگر متقدین حضرات سے بھی اس کی رائے کو تائید حاصل ہے۔

مفسر کے تفسیر کا مطالعہ کرتے وقت مصنف کا یہ اسلوب ہر جگہ عیاں ہے، کہ کبھی بخاری کا حوالہ ہے تو کبھی ابن کثیر کا، کبھی جلالین کا حوالہ ہے تو کبھی بحر الرائق کا یا شامی کا، لہذا حوالے دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی ہے۔[x]

عربی حوالوں کا ترجمہ نہ کرنا:

مصنفؒ کے اسلوب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اکثر جگھوں پر حوالے کے لئے جب کوئی عبارت پیش کرتے ہیں تو اسی عبارت کے ترجمے سے صرف نظر کرتے ہیں جو کہ عام قاری کے لئے مشکل کا سبب بنتا ہے۔

مثلاً ایک جگہ ابن جریرؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" الا انھم ھم السفھاء دون المومنین المصدقین باللہ ورسولہ ووثوابہ و عقابہ"

نحوی تحقیق:

بعض مقامات پر مصنفؒ بقدر ضرورت نحوی مباحث ترکیب وغیرہ کا تذکرہ بھی کرتے ہیں جلد ۳/ ۱۰۷ پر مذکور ہے۔

"وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ"[xi]

(تمہارے اسی گمان نے جو تم اپنے رب کے متعلق رکھتے تھے تم کو برباد کیا" کی ترکیب یوں کی ہے۔)

علم معانی:

تفسیر قرآن کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان میں سے علم معانی ہے۔ مضنفؒ کے تفسیر کے مطالعہ سے آپ کی علمی وسعت اور گہرائی اندازہ ہوتا ہے کیونکہ مختلف جگہوں پر علمی نکات ذکر کرتے ہوئے علم معانی کے قواعد سے استفادہ نظر آتا ہے۔[xii]

اِلَيْهِ يرَدُّ.... "اللہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"تقدم مفید حصر ہے"(۲۲)

ربط بین السوّر:

تفسیر کے دوران مصنفؒ نے کافی تسلسل کے ساتھ اس بات کا لحاظ کیا ہے کہ ہر دو سورتوں کے درمیان ربط و تعلق کو واضح کر کے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید اول تا آخر مربوط اور مرتب انداز میں جمع کیا گیا ہے۔

ربط بین الرکوعات:

بعض مقامات پر مفسرؒ نے رکوعات کے درمیان بھی ربط کا اہتمام کیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ نور کے رکوع نمبر ۵ کے خاتمہ پر اس کے رکوع نمبر ٦ کا ربط یوں بیان کیا۔

"انما کان الخ منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا حال بیان کیا گیا اور انہیں آخروی بشارت دی گئی منافقین کا حال تم نے سن لیا اب مخلصین کا حال بھی سن لو"(۲۴)۔

آیات توحید کی خصوصیات کی نشاندہی:

اس بات کو بھی بیان کیا ہے کہ کونسی آیت سے کس قسم کی شرک کی نفی مقصود ہے جیسا کہ سورۃ فتح پارہ ۲٦ میں آیات توحید کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے۔

" إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا، "[xiii]

(اور بے ہم نے آپ ﷺ کو گواہ خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور (اس دن کی) مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور اللہ کی پاکیزگی صبح و شام بیان کرتے رہو۔)

نفی شرک ہر قسم قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ(الایۃ) نفی شرک فی التصرف للہ ملک السموت و الارض (الایۃ) نفی شرک فی التصرف"(۲۵)۔

اشعار:

مصنفؒ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ موقع محل کے مطاق کسی مسئلے کی وضاحت کے لئے اگر شعر کی ضرورت محسوس کی ہے تو بھی اس سے اعراض نہیں کیا بلکہ اس کو ذکر کیا ہے چاہے عربی میں ہو وہ شعر یا فارسی میں۔

سورۃ حج کی آیت نمبر ۵۲ میں لفظ "تمنی" کی وضاحت کی ہے اور اس بات کو واضح کیا ہے کہ "تمنی" بمعنی قراۃ (پڑھنا) کے ہیں۔

اس کی تائید میں حضرت حسانؓ کے اس مرثیہ میں سے ایک شعر ذکر کیا ہے جو اس نے حضرت عثمانؓ کے متعلق کہا تھا۔

تمنی کتاب اللہ اول لیۃ واخرہ لاقی حمام المقادر

اسی طرح بعض مقامات پر فارسی کے اشعار بھی نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل کے آیت نمبر ۸۰ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"مکہ سے نکلتے وقت آپ یہ دعا پڑھیں رب ادخلنی مدخل صدق الخ میں آپ کے مکہ سے نکلنے اور مدینہ میں داخل ہونے کو آپ کے لئے دین اسلام اور مسلمانوں کے لیے سراسر باعث برکت بنادوں گا اور آپ کو غلبہ اور شان و شوکت کے ساتھ پھر مکہ میں واپس لاوں گا۔

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور

کلبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور

تفسیر "روح المعانی" اعتماد:

اس بات سے انکار نہیں کہ مصنفؒ نے لقب سے تفاسیر استفادہ کیا ہے اور اپنی تفسیر "جواہر القرآن" میں مختلف مقامات پر ان کے حوالے موجود ہیں۔ مثلاً قرطبی، ابن کثیر، مدارک، تفسیر مظہری، تفسیر ابی سعود معالم التنزیل، جامع البیان، بحر محیط، حازن، نھر وغیرہ۔

روح المعانی کا حوالے موجود نہ ہو بلکہ بعض صفحات تو ایسے ہیں کہ ایک ہی صفحہ میں ۸ یا ۱۰ دفعہ روح المعانی کا حوالہ موجود ہے۔ مختصر یہ کہ

اگر ایک جانب دیگر تمام تفاسیر کے حوالے جمع کیے جائیں اور دوسری طرف صرف روح المعانی کے حوالوں کو جمع کیا جائے تو روح المعانی کے حوالے زیادہ ہوں گے۔

تفسیر القرآن بالقرآن:

تفسیر قرآن میں سب سے اعلیٰ وارفع تفسیر وہی ہے جس میں قرآن کی تفسیر قرآن ہی کے ذریعے کیا گیا ہو کہ اگر قرآن مجید کی کسی آیت میں اجمال ہے تو اس کی تفصیل کسی دوسری آیت کے ذریعے کیا جائے یا ایک جگہ آیت مبہم ہو تو دوسری جگہ اس کی وضاحت ہو اسی طرح ایک جگہ کوئی حکم عام ہو تو دوسرے مقام پر اس کی تخصیص کی گئی ہو۔ مثلاً سورۃ فاتحہ کے آیت نمبر ۶ میں ہے کہ "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِمْ" " ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا اس کی تفسیر کرتے ہوئے شیخ القرآن نے لکھا ہے:

"جمہور مفسرینؒ کے نزدیک اس سے انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین مراد ہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں اس طرف اشارہ ہے۔

" وَمَن يُطِعِ اللّهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِينَ[xiv]

(اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ آخرت میں ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ۔)

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شیخ القرآنؒ نے ایک آیت کا معنی ذکر کی ہے اور اس کی تائید میں دیگر آیات مبارکہ ذکر کیے ہیں۔

"قُلْ أَرَأَيْتُكُم إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللّهِ تَدْعُونَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ. بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاء وَتَنسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ"[xv]

ان آیات مبارکہ کا مفہوم ہے کہ مشکل گھڑی میں تم اللہ ہی کو پکارو گے اگر وہ چاہے تو تمہاری مصیبت دور کرے گا جس کے لئے تم نے اس کو پکارا ہے ان معبودان باطلہ کو بھول جاؤ گے۔

حضرت شیخ القرآنؒ فرماتے ہیں کہ:

"اس مضمون کی مندرجہ ذیل آیتوں سے تائید ہوتی ہے۔

١۔"فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ "[xvi]

(پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خلوص دل سے اللہ کو پکارتے ہیں۔)

٢۔"وَإِذَا مَسَّكُمُ الْضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلاَّ إِيَّاهُ "[xvii]

(اور جب سمندر میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ کے سوا جس کسی کو تم پکارتے ہو وہ (تمہیں) بھول جاتا ہے۔)

تفسیر القرآن بالسنۃ:

شریعت اسلامی کے اصولوں میں سے اول اصل خود قرآن ہے کہ اگر کسی چیز کی وضاحت قرآن میں موجود ہے تو اس کے مقابلے میں کسی دوسرے دلیل کو حجت تسلیم نہیں کیا جائے بلکہ قرآن کو ترجیح ہو گی تاہم اگر قرآن مجید سے واضح طور پر کوئی حکم یا تفسیر فہم نہیں ہوتا تو ثانیاً سنت نبوی سے استفادہ کیا جاتا ہے۔[xviii]

اسی طریقے کار کو اپناتے ہوئے شیخ القرآن نے مختلف مقامات پر قرآنی آیات کی تفسیر سنت نبوی کی روشنی میں کی ہے اور متعلقہ آیت کا معنی واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

جیسا کہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۵۸ کے تفسیر میں لکھتے ہیں:

سنزید المحسنین محسینین سے مخلصین کاملین مراد ہیں جیسا کہ حدیث جبریل میں احسان کی تفسیر میں ہے۔" أن تعبد اللہ کانک تراہ"" ۔

"تفسیر جوہر القرآن" غلام اللہ خان کی زبانی اور علمی گہرائی کے لیے وسیع دائرہ میں مشہور ہے۔ یہ تفسیر ایک لسانی مدد کرتا ہے، عربی گرامر اور بلاغت کی چیزوں کی دقیق جائزہ لینے پر زور دیتا ہے تاکہ قرآنی آیات کے مطلوب معانی کو واضح اور دقیق بنایا جاسکے۔

تنقیدی جائزہ:

تفسیر جوہر القرآن کی ایک نمایاں طاقت یہ ہے کہ یہ آیات کے وحی کے حالات میں ہونے والی تاریخی سیاق و سباق کو سامنے رکھتا ہے۔ غلام اللہ خان تاریخی پس منظر میں غرفہ ڈالتے ہیں، جو آیات کے وحی ہونے کے مواقع پر روشنی ڈالتا ہے۔ یہ سیاق و سباق کا تعلق قرآنی آیات کو متاثر کن کرتا ہے اور ان کے منظور میں گہرائی سے سمجھنے کو ممکن بناتا ہے۔

لیکن اس کا ایک ممکنہ نقصان یہ ہے کہ غلام اللہ خان کی تفسیر نسبتاً قدرتی اور اسلامی رد عمل قبول کرتی ہے۔ تعبیرات میں قریبی قدرتی اسلامی رد عمل کے پاس سے ہونے والی اصولوں کے متابعت کی حد کی بات ہو سکتی ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ یہ قدرتی اسلامی رد عمل کا خیال ہو سکتا ہے جو قرآنی تعلیمات کو متناسب ہونے والے معاشرتی سیاق و سباق میں ترتیب دینے میں رکاوٹ ڈال سکتا ہے۔

عبدالرحمان کیلانی کی "تفسیر تیسیر القرآن" سیدھی بات چیت اور عملی ہدایت پر مرکوز ہونے کے لئے مشہور ہے۔ عبدالرحمان کیلانی قرآنی پیغام کو ایک وسیع حوالے سے لوگوں کے لئے دستیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیدھی زبان اور وضاحت کے ساتھ پڑھنے والوں کے لئے بے حد فائدہ مند ہوتی ہے جو کہ اسلامی علوم کا تجربہ نہیں رکھتے۔[xix]

تفسیر کی ایک نمایاں خاصیت یہ ہے کہ عبدالرحمان کیلانی مواصلاتی موضوعات پر مبنی مواقع پر زور دیتے ہیں۔ عبدالرحمان کیلانی معاشرتی زندگی کے چیلنجز کا حل کرنے اور مسلمانوں کو عملی ہدایت فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تعبیر مختلف قارئین پر اثرانداز ہوتی ہے اور تفسیر کو مقامی رہنماؤں کے درمیان مشہور بناتی ہے۔[xx]

لیکن، کچھ تنقیدیں ہو سکتی ہیں کہ آسان لسان اور عملیت پر زور دینے سے کچھ قرآنی تصورات یا دقائق کا خسارہ ہے۔ خاص کر مزید رسمی اور علمی تفاسیر کے مواقعوں پر ایسے خسارے نمایاں ہیں۔

خلاصہ کے طور پر، جبکہ "تفسیر جوہر القرآن" میں لسانی پریشانی اور تاریخی سیاق و سباق کے لئے معمول میں حمد ہے، اس کی قدرتی اسلامی رد عمل کی حد ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف، "تفسیر تیسیر القرآن" کو دستیابی اور عملی ہدایت کے لئے ستائش حاصل ہے، لیکن یہ کچھ قرآنی تصورات یا دقائق کا خسارہ ہو سکتا ہے۔ تنقیدی تجزیہ ہر تفسیر کی

مضبوطیوں اور ممکنہ حدوں کو چھوڑتا ہے، قرآنی تفسیر کے شعبے میں مختلف روایات پر رہائی دیتا ہے۔

سفارشات

تفسیر تیسیر القرآن اور تفسیر جواہر القرآن دونوں معتبر علمی تفسیرات ہیں جو قرآنی متون کو عام لوگوں کے لئے سمجھانے اور ان پر عمل کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ مولانا کیلانی نے اپنی تفسیر میں عام لوگوں کو سمجھانے کیلئے سادہ اور رواں اردو لفظوں کا استعمال کیا ہے۔ انہوں نے عام فہمی کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف مسائل کو بہترین طریقے سے سمجھایا ہے اور تاریخی اور سماجی حقائق کو بیان کرتے ہوئے قرآن کی تفسیر کو مزید معنوی اور تشخیصی بنایا ہے۔

تیسیر القرآن میں مولانا کیلانی نے مختلف معاشرتی اور سماجی مسائل پر بات چیت کی ہے اور قرآن کے تعلیمات کو ان مسائلات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ ان کی تفسیر میں علمی بات چیت کے علاوہ مختلف معاشرتی مسائلات پر بھی غور کیا گیا ہے اور لوگوں کو اچھے اخلاقی اور معاشرتی قیمتوں کی پرہیزگاری کا تعلیم دی گئی ہے۔

تفسیر جواہر القرآن دیوبندی مکتبہ فکر کی نمائندہ تفسیر ہے۔ جس میں مولانا غلام اللہ خان نے ایک اسلوب اور طریقہ کار اپنایا ہے جس سے متعلقہ بحث کی وضاحت آسان اور عام فہم انداز میں ہو جائے۔ مسئلہ توحید پر ہر لحاظ سے مدلل بحث کی گئی ہے اور ہر سورت میں مختلف مقامات پر احادیث نبوی، آثار و اقوال صحابہ، اقوال تابعین وسلف صالحین سے استدلال کیا گیا ہے۔ ہر سورت کے اخر میں 'آیات توحید' جمع کی گئی ہیں جو توحید کا بیان تفسیر کا امتیاز ہے۔

دونوں تفسیرات مختلف اسلوب اور دھرم یک پہلوؤں سے قرآنی تعلیمات کو سمجھانے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک تفسیر مختلف مواضع پر روشنی ڈالتی ہے اور قارئین کو علمی اور معاشرتی تربیت میں مدد فراہم کرتی ہے۔

حوالہ جات

---

[i] میاں محمد الیاس: **حیات شیخ القرآن**, راولپنڈی، مولانا محمد حسین علی اکادمی، س ن، ص ۶۲

[ii] اختر راہی: **تذکرہ علمائے پنجاب**، لاہور، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار ،۱۹۸۱، ص ۴۱۳۔

[iii] محمد عبد المعبود: **سوانح حیات مولانا غلام اللہ خان**، راولپنڈی، کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار ' س ن، ص ۳

[iv] عبد الحفیظ بن عبد العزیز: **سوانح شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان**، راولپنڈی، مکتبہ عزیزیہ، ۱۹۸۰، ص ۴۶۔

[v] غلام اللہ خان: **جواہر القرآن**، راولپنڈی، مکبتہ رشیدیہ، س ن، ج ۱، ص ۲

[vi] غلام اللہ خان، **جواہر القرآن**، ج ۱، ص ۱۴۳۔

[vii] غلام اللہ خان، **جواہر القرآن**، ج ۱، ص ۳

[viii] غلام اللہ خان، **مقدمہ جواہر القرآن**، ج ۱، ص ۸۔

[ix] محمد بن اسماعیل بخاری: **صحیح البخاری**، حدیث نمبر ۵۰، باب نمبر ۳۷، کتاب الایمان۔ غلام اللہ خان، **جواہر القرآن**، ج ۱، ص ۳۸۔

[x] **جواہر القرآن**، ج3، ص1242

[xi] **السجدہ**، 26:41

[xii] غلام اللہ خان: **جواہر القرآن**، ج1، ص641

[xiii] **الفتح**، 9:48

[xiv] **النساء**، 69:4

[xv] **الانعام**، 40:6

[xvi] **العنکبوت**، 66:29

[xvii] **بنی اسرائیل**، 67:17

[xviii] **جواہر القرآن**، ج3، ص1159

[xix] غلام اللہ خان. (تاریخ). تفسیر جوہر القرآن. ایکس۔پی۔اے .

[xx] کیلانی، عبدالرحمان۔ (تاریخ)۔ تفسیر تیسیر القرآن۔ ایکس۔پی۔اے۔